

تعارف و تبصرہ

کوشہ ای از سیمای تاریخ تحول علوم در ایران

تالیف : چند محققین

صفحات : ۲۳۸

ناشر : وزارت علوم و آموزش عالی ایران

یہ کتاب اکتوبر سنہ ۱۹۷۱ء میں انعقاد یافتہ ایرانی شاہنشاہیت کے ڈھائی ہزار سالہ جشن کے موقع پر شائع ہوئی ہے۔ یہ ایرانی محققین کے نومضامین کا مجموعہ ہے جن میں ڈاکٹر سید حسین نصر اور ڈاکٹر سہدی محقق جیسے بلند پایہ استاد شامل ہیں۔ ان میں ڈاکٹر حسین نصر، ڈاکٹر محمود نجم آبادی، ڈاکٹر منو چہر ستودہ، جناب محمد علی امام شوشتری، ڈاکٹر جعفر محبوب، ڈاکٹر سہدی محقق، ڈاکٹر زریاب خوئی، جناب پرویز شہریاری اور ڈاکٹر برکشی نے بالترتیب فلسفہ، طبی علوم، جغرافیائے ریاضی، جہاز رانی، ادب، اسلامی کلام، تاریخ، ریاضیات اور موسیقی میں ایرانیوں کے کارناموں پر نہایت فاضلانہ انداز میں بحث کی ہے اور ہر فاضل مقالہ نگار نے اس موضوع پر تقریباً تمام اہم کتابوں سے استفادہ کر کے مقالہ لکھا ہے۔ البتہ بعض مقالہ نگاروں نے ان جملہ کتابوں کے نام دئے ہیں جن کو انہوں نے اپنے مقالہ کی تالیف میں بطور مآخذ و منابع استعمال کیا ہے جیسا کہ ڈاکٹر نصر نے مقالہ کے آخر میں ایسی نو، ڈاکٹر نجم آبادی نے تین (بنیادی)، ڈاکٹر ستودہ نے دو (بنیادی)، جناب شوشتری نے ستر، ڈاکٹر محقق نے ایک سو نو کتابوں کے نام دئے ہیں، جب کہ ڈاکٹر جعفر محبوب، ڈاکٹر زریاب خوئی، جناب پرویز شہر یاری اور ڈاکٹر برکشی نے اپنے مآخذ کے نام نہیں دئے ہیں۔ ان میں سے ہر موضوع ایک مستقل اور مفصل کتاب کا متقاضی ہے۔

مولفین کے ناموں کی فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے چہ تہران

یونیورسٹی کے ان شعبوں کے استاد ہیں جن موضوعات پر انہوں نے ان مقالات میں

قلم فرسائی کی ہے۔ مقالہ کے مطالعہ سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ ان کے باقی
 ۱ نین مقالہ نگار بھی اپنے اپنے فن کے ماہر اور متخصیص ہیں۔

اس کتاب کے سبب تالیف کے متعلق اس کے فاضل مرتب جناب حسین کاظم
 زادہ ”پیش گفتار“ میں لکھتے ہیں کہ گزشتہ دو سو سال میں عالمی تاریخی
 تغیرات اور انسانی تمدن و تہذیب میں مختلف قوموں کے کارناموں پر متعدد
 کتابیں تالیف کی گئی ہیں۔ ان کتابوں کے مولفین عام طور پر مغرب کے سائنس دان
 اور ادبا ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بیشتر کتابوں میں اول یونان اور دوسرے روم
 کو تمام دنیا کے علوم کا بانی قرار دیا ہے اور کچھ قدیم مشرقی اقوام کا جیسے
 سوسریوں اور مصریوں اور بابلیوں کا ذکر صرف افسانوی انداز میں کیا ہے اور
 آگے بڑھ گئے ہیں، اور اکثر ہندوستان، چین اور ایران جیسے ممالک اور انسانی
 تہذیب و تمدن میں ان کے کارناموں کے متعلق بہت کم بحث کی ہے۔ ان میں
 سے بیشتر کتابوں میں ساتویں صدی عیسوی سے سترھویں صدی عیسوی تک
 اسلامی ممالک کی تخلیقات کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ اس قدر ناکافی
 اور معمولی ہے کہ اس کو صرف اتفاقی اسرار قرار نہیں دیا جاسکتا۔ مثلاً پیر روسو
 کی کتاب ”تاریخ علوم“ میں جو ۷۷۲ صفحات پر مشتمل ہے اور جس
 میں دس صدیوں کے کارناموں پر بحث کی گئی ہے، اسلامی تمدن کے بارے میں
 جس کو انسانی تہذیب میں زبردست مقام حاصل ہے، صرف پانچ صفحات ملتے ہیں
 اور اگر ان میں سوسر اور بابل پر لکھے ہوئے بیس صفحات بھی جمع کر لئے جائیں
 تو معلوم ہوگا کہ انسانی تہذیب میں مشرق کے حصے پر ۷۷۲ صفحات میں سے
 صرف ۲۵ صفحات میں بحث کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب بغیر تعصب کے
 نہیں ہوا ہے۔ سر زمین مغرب کے لوگ جن کو جدید دور میں سائنس اور ٹیکنالوجی
 کے میدانوں میں سر زمین مشرق کے لوگوں پر فوقیت حاصل ہے کوشش کر
 رہے ہیں کہ انسانی زندگی کی طویل تاریخ میں جتنی اختراعات و تخلیقات ہوئی
 ہیں ان کو صرف اپنی تخلیقی قوت کا نتیجہ بتائیں۔ لہذا ان حالات میں سر زمین

مشرق کے لوگوں کو تیار ہونا چاہئے اور اپنی تخلیقی قوتوں کو اجاگر کرنے کے لئے اپنی گذشتہ تخلیقات کی طرف توجہ دینی چاہئے ، تاکہ ان میں مغربی لوگوں کے مقابلہ میں احساس کمتری پیدا نہ ہو ، بلکہ وہ ایک تابناک مستقبل کی تعمیر کے لئے اپنے شاندار ماضی سے خود اعتمادی اور الہام حاصل کریں۔ چنانچہ موجودہ کتاب میں ایران کے بعض فاضل فرزندان جیسے رازی ، فارابی ، بوعلی سینا ، خوارزمی ، خیام ، بیرونی ، خواجہ نصیر طوسی وغیرہ کے ان کارناموں پر بغیر تعصب کے بحث کی گئی ہے تاکہ ہم لوگ موجودہ جمود سے نجات حاصل کر کے ان کے درخشان کارناموں سے ایک روشن مستقبل کی تعمیر کر سکیں۔

فاضل مقالہ نگاروں نے نہایت محنت و کاوش سے اپنے مقالات لکھے ہیں۔ جو لوگ انسانی تہذیب و تمدن میں ایرانیوں کے کارناموں پر محققانہ اور دقیق مطالعہ کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت مفید اور ضروری ہے۔ امید ہے کہ ہمارے ملک کے ناشر حضرات اس کتاب کا اردو میں جلد ترجمہ کرانے کی کوشش کریں گے ، جو واقعہ اردو دان حضرات کے لئے علمی خزانوں میں ایک گراں بہا اضافہ ہوگا۔

ہم ایران کی وزارت علوم و آموزش علمی اور اس کتاب کے جملہ مقالہ نگاروں اور فاضل مرتب کو مبارک باد کا مستحق سمجھتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ان موضوعات پر جلد مکمل و مفصل کتابیں تالیف و نشر کر کے ، ان مقالوں نے قارئین میں جو احساس تشنگی اور ”ہل من مزید“ کا مطالبہ پیدا کیا ہے ، اس کی تسکین کریں گے۔

سید علی رضا قوی